# حسد

<"xml encoding="UTF-8?>

## غلط رجحان

اس پر شور دنیا میں نوع بشر برابر حرکت و جنبش میں ھے ۔ انسان مسلسل مصائب و مشکلات کے موجوں میں گِھر کر اپنے جسم و جان پر مشقتوں اور دشواریوں کو محض اس لئے برداشت کرتا ھے کہ گلزار زندگی سے امیدوں کے پھول یکے بعد دیگرے چن سکے اور جب تک انسان کا رشتہ ٔ حیات مقراض موت سے منقطع نہ ہو جائے اور امیدوں کی کھڑکی بند نہ ہو جائے وہ اپنی کوششوں سے باز نہیں آتا اور نہ جستجوئے توفیق سے دست بردار ھوتا ھے ۔ مختصر یہ کہ یھی چراغ امید ھے جو صاحب آرزو کی آرزو کو فروزاں رکھتا ھے ۔ اور یھی امیدیں زندگی کی تمام تلخیوں کو شیریں وخوش گوار بناتی ھیں ۔
کوئی امید دولت و ثروت میں شر شار رھتا ھے اور اس کے حصول کے لئے انتھک کوشش کرتا ھے اور کوئی عزت و شھرت کی تلاش میں حیران و سر گرداں رھتا ھے اور اس کے حصول کے لئے دیوانہ وار مسلسل سعی و کوشش میں مشغول رھتا ھے کیونکہ ھر فرد کی خواھشات اس کی جسمانی اور روحی تکامل سے وابستہ ھوتی ھیں ۔ اور ھر شخص کا آئیڈیا و طرز تفکر حصول مقصد میں الگ الگ ھوتا ھے لیکن اس نکتہ کو فراموش نھیں کرنا چاھئے کہ یہ ضرورتیں اور خواھشیں اسی وقت اسباب خوش بختی فراھم کرتی ھیں جب یہ اس کی روحانی ضرورتوں کے مطابق ھوتی ھیں اور احتیاجات فکری کو سکون بخشتی ھوں ۔ سطح معرفت کو اوج ارتقاء تک پھونچاتی ھوں اور چراغ فروزاں کی طرح راہ زندگی کو روشن کر کے بد بختی کے ھول انگیز تاریکی سے نجات دلاتی ھوں ۔
البتہ ان غرائز میں سے کبھی کوئی ایک غریزہ مثلا حرص و طلب وغیرہ طغیان و سر کشی کر کے آدمی کی بد بختي کی جڑوں کو مضبوط کر دیتا ھے ۔ انھیں میں سے ایک غریزہ حسد بھی ھے ۔ حسد حاسد کو آغوش آسائش میں دیکھنا گوارہ نھیں کرتا بلکہ حاسد دوسروں کی نعمتوں کو دیکہ کر جلتا ھے بقول سقراط بو الھوس اور حاسد دوسروں کے موٹا پے کو دیکہ کر لاغر ھوتا رھتا ھے ۔
حاسد وہ بیچارہ شخص ھے جو اپنی پوری زندگی ایک ایسی امید میں صرف کر دیتا ھے جو اس کے لئے نا قابل حصول ھے اور دوسروں کو حاصل ھے ۔ پس وہ اسی پر حسرت و آہ کرتا ھے اور اسکی تمنا ھوتی ھے کہ تمام شقاوت و بد بختی دوسروں کے نصیب میں ھو جائے اور اپنے تمام حیلوں کو اس لئے صرف کرتا ھے کہ دوسروں کی سعادت ان سے سلب ھو جائے ۔
ایک مشھور رائٹر لکھتا ھے : ھمارے نفوس صحراء میں اس شھر کے مانند ھیں جس میں نہ کوئی قلعہ ھو نہ حصار جس کی سعادت و آسائش کوچور لوٹ رھے ھوں ۔ معمولی سی نسیم ھمارے دل کے بے پایاسمندر کو مضطرب و متلاطم کر دیتی ھے ۔ خواھشات کے غیر محدود دشمن ھمارے نفوس کے گھروں میں داخل ھو کر امر و نھی کرتے ھیں ۔ ھر جاھل اس بات کو جانتا ھے کہ اگر اس کے سر میں درد ھونے لگے تو ڈاکٹر کے پاس

جاتا ھے لیکن جس میں حسد کی بیماری ھے وہ بیچارہ جلتا رھتا ھے ۔ اور کوئی اس کا علاج نھیں کر سکتا ۔ ھر حاسد کا ھدف دوسروں کی نعمت ھے اور وہ اپنے مختلف دسیسہ کاریوں اور حیلوں سے ان کی نعمتوں کو چھین لینے کی کوشش کرتا ھے ! اور معمولی توجہ کے بغیر وہ اپنے نا پاک احساسات کا شکار ھو جاتا ھے ۔ اسی لئے وہ محسودین پر جھوٹ و اتھام کے پل باندہ کر اپنی خباثت نفس کا اظھار کرتا ھے ۔ اور اگر اس طرح اس کا مقصد پورا نہ ھو تو اس کے لئے بعید نھیں ھے کہ وہ لوگوں کے حریم آزادی پر حملہ آور ھو جائے ۔ اور اپنی خواھشات کے زیر اثر لوگوں کی روحانیت کو شکست و ریز کر دے ۔ لیکن کیا یہ انسان کی واقعی خواھش ھو سکتی ھے ؟ اور کیا یہ انسان کی زندگی کا واقعی مقصد ھے ؟

حاسد نہ صرف یہ کہ دائرهٔ انسانیت سے خارج ھے بلکہ وہ حیوان سے بھی بد تر ھے ۔ کیونکہ جو شخص دوسروں کے آلام و مصائب میں غور و فکر نہ کر سکے وھی انسانیت کا مصداق نھیں ھے چہ جائیکہ جو شخص دوسروں کے آلام و مصائب پر مسرور و خندہ زن ھو اور اس کو اپني کامیابی سمجھتا ھو ! اس کو موجودات کی کس فھرست میں رکھا جائے گا؟

## حاسد نا کامی کی آگ میں جلتا ھے

زندگی کے میدان میں درخشاں کامیابی و ترقی کا راز لوگوں کے دلوں میں گھر بنا لیتا ھے ، جو شخص اپنی لیاقت و صلاحیت اور اپنے بلند صفات کے ذریعے لوگوں کے دلوں پر حکومت کر سکتا ھو وہ معاشرے کی بے پناہ تعاون و مدد کے سھارے ترقی کي اعليٰ منزل تک پھونچ سکتا ھے اور کلید کامیابی کا مالک بن سکتا ھے ۔ نیکو کار اور پاک سرشت لوگ معاشرے میں روشن چراغ کی طرح ھوتے ھیں جو ترقی کرنے کے بعد لوگوں کے افکار کی قیادت کرتے ھیں اور ان کے اخلاق پر بھی اثر انداز ھوتے ھیں ۔

لیکن حاسد اپنے مکروہ چھرے کے ساتھ اچھے صفات کو فنا کرنے کا سبب بنتا ھے اور معاشرے میں پردہ بن کر حائل ھو جاتا ھے اور معاشرے کے کسی فرد کو بھی اس قابل نھیں چھوڑتا جس کے دل میں اس کے لئے کوئی جگہ ھو ۔ حاسد کو کبھی یہ گوارہ نھیں ھوتا کہ اس کے آسمان زندگي پر ستارهٔ محبت چمکے جس کا نتیجہ یہ ھوتا ھے کہ دوسروں کے تعاون و ھمدردی کی نعمت کو کھو بیٹھتا ھے ۔ بد خواہ اپني خصلتوں کی وجہ سے اپنے کو ننگا کر دیتا ھے اورعمومی نفرت کو اپنی طرف دعوت دیتا ھے ۔ حسد کے ذریعہ جو اضطراب اور گھرا رنج و غم حاصل کرتا ھے وہ اس کی روح کو شکست و ریز سے دو چار کر دیتا ھے ۔ اور ایک ایسی آگ بھڑ کا دیتا ھے جس کی وجہ سے اسکی روح جلتی رھتی ھے ۔

حاسد کی جان جلنے اور ایک منٹ بھی سکون نہ ملنے کی وجہ واضح ھے کیونکہ نعمات الٰھی اس کی مرضی کےخلاف ھمیشہ مائل بہ زیادتی ھوتی ھیں ۔ اس لئے اس کے دل پر رنج و غم کے بادل ھر وقت چھائے رھتے ھیں ۔ حسد ایک ایسا شدید طوفان ھے جو فضائل و خرد کے تناور درخت کو تنکے کی طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ھے اور پھر حاسد کو ارتکاب جرم سے روکنے کے لئے کوئي اخلاقی اور وجدانی رکاوٹ باقی ھی نھیں رھتي ۔

قابیل نے جب دیکھا کہ ھابیل کی قربانی تو بارگاہ الٰھي میں قبول ھو گئي لیکن اس کی قربانی رد کر دي گئی تو اس کے دل میں کینہ و حسد کی آگ بھڑک اٹھي اور آخر کار اس نے ھابیل کے قتل کا پروگرام بنا لیا ۔ حسد نے اس کے دل میں پنجہ گاڑدیا۔ اخوت و انسانیت کا جذبہ اس کے دل سے نا پید ھو گیا ۔ اور اس نے اپنے بھائی کے

سر کو پھاڑ کی چٹان سے ٹکرا دیا اور ھابیل کے مقدس جسم کو صرف ھابیل کی خلوص نیت کے جرم میں انھیں کے خون سے نہلا دیا ۔ اس وقت کی حیرت زدہ دنیا نے حسد کی پھلی قربانی دیکھی جو آدم علیہ السلام کے بیٹے کے ھاتھوں نمایاں ھوئی ۔ حسد نے جب اپنا کام کر لیا توقابیل اپنے اس قبیح فعل پر نادم ھوا لیکن اس وقت ندامت بیکار ھوئی اور قابیل اپني پوری زندگی اس روحانی عذاب کو بر داشت کرتا رھا ۔ اگر قابیل کے ذھن میں فکر صحیح کا تصور ھوتا تو وہ فیضان الٰھی سے محروم ھونے کی علت تلاش کرتا ۔

جرمنی عالم شوپنھاور کھتا ھے : حسد انسان کے بد ترین احساسات میں سے ایک ھے اس لئے اس کو سعادت کا بدترین دشمن خیال کرنا چاھئے اور اس کا سر کچلنے اور اس کو دبانے کی مسلسل کوشش کرنی چاھئے ۔

اگر کسی معاشرے میں حسد کا دور دورہ ھو جائے تو پھر اس معاشرے میں لڑائی جھگڑے کا عام ھونا ضروری ھے اور پھر اس معاشرے میں جو پرورش پاتے ھیں وہ بجائے اس کے کہ دوسروں کی کمیوں کو دور کریں اور لوگوں کے حالات کو بھتر بنائیں دوسروں کی ترقی و سعادت میں راستے کاروڑا بن جاتے ھیں اور ان کی خود غرضی ھر قسم کے اصلاح سے مانع ھو جاتی ھے ۔ اس کے نتیجے میں لوگوں کا چین و سکون غارت ھوجاتا ھے اور آبادو متمدن معاشرہ فنا کے گھاٹ اتر جاتا ھے ۔ بقول ڈاکٹر کارل : ھمارے بخل و عقیم پن کی ساری ذمہ داري حسد پر ھوتی ھے ۔ کیونکہ یھی حسد ھے جو ھم کو دیگر ترقی یافتہ قوموں تک پھونچنے نھیں دیتا اور اسی حسد کی وجہ سے بھت سے با صلاحیت افراد جو امتوں کي قیادت کر سکتے ھیں پیچھے رہ جاتے ھیں ۔

آج کل دنیا کے گوشے گوشے میں جو جرائم رونما ھوتے ھیں جن کے ھمراہ ظلم و جور بھی ھوتا ھے ان کا سر چشمہ یھی حسد ھے اور اس حقیقت کا انکشاف اس وقت ھو جائے گا ۔ جب ھونے والے واقعات کي گھرائی میں آپ پھونچیں گے ۔

## حسد کے بارے میں دین کا تبصرہ

ارشاد خدا وند عالم ھے :" لا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض " (۱) اور خدا نے جو تم میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ھے اس کی ھوس نہ کرو ۔ یہ صحیح ھے کہ انسان فطری طور سے حصول نفع کا خواھش مند ھے لیکن یہ خواھش حدود و قوانین شرع کے اندر ھونی چاھئے ۔ اسی طرح اسے اصول آزادی سے ھم آھنگ ھونا چاھئے اور انساني معاشرہ اس کو درست بھی سمجھتا ھو ۔

اسی لئے اگر خدا نے کسی کو کسی نعمت سے نوازا ھے تو کسی دوسرے شخص کو اپني فطرتِ منفعت طلبی اور اپنی حس بد خواھی کی تسکین کے پیش نظر اس سے اس نعمت کو چھین لینے کا حق نھیں ھے ۔ بلکہ اس کو چاھئے کہ اپنے حصول آرزو کی خواھش کے لئے عاقلانہ روش اختیار کرے اور جس طرح خدا نے حکم دیا ھے اسی دائرے کے اندر تلاش و جستجو کرے ۔ اور فضل خدا وند عالم سے دعا کرے تاکہ راستے کي مشکلات کو دور کر کے اس کو مقصد تک پھونچا دے ۔

اگر حاسد اپني فکری صلاحیتوں کو نا مناسب جگھوں پر صرف نہ کر کے خدا پر بھروسہ کر کے اپنے معقول مقاصد میں خرچ کرتا اور راستوں کے خس و خاشاک کو دور کر کے پائے استقلال کو منزل مقصود کے لئے رواں رکھتا تو اس کے گھر میں نیک بختی کا سورج چمک کے رھتا ۔

ائمہٴ معصومین علیھم السلام سے اس خطرناک صفت کے بارے میں بھت سی روایات منقول ھیں اور ائمہٴ

علیهم السلام نے هم کو اس صفت سے ڈرایا هے اس سلسله میں امام جعفر صادق علیہ السلام کي ایک روایت کی طرف توجہ فرمائیے جس میں ارشاد فرمایا هے : . . . . دل کا نابینا هونا اور فضل خدا کا انکار کرنا حسد کی اصل هے اور یہ دونوں ۔ کوري ٔ دل و انکار نعمت ۔ کفر کے بازو هیں ۔ اسی حسد کی وجہ سے اولاد آدم(ع) حسرت ابدی کے چاله میں گر پڑی اور اس طرح حاسد ایسے مهلکه میں پڑ گیا جس سے قیامت تک نجات نا ممکن هے ۔ ( ٢)

حسد کی ایک علت گھر کا برا ماحول بھی هوا کرتا هے۔ جو ماں باپ اپنے کسي ایک بچے سے مهر محبت کرتے هیں اور دوسرے کی طرف توجہ بهي نهیں کرتے اس دوسرے بچے کے دل میں ایسی گرہ پڑ جاتي هے جس کا نتیجہ حقارت و سر کشی کی صورت میں ظاهر هوتا هے اسی وجہ سے بچے کے دل میں حسد پیدا هو جاتا هے جو بڑے هونے پر اس کی بد بختی و سیاہ روزی کا باعث هوتا هے اسی طرح جس معاشرے کی بنیاد عدل و انصاف پر نهیں هوتی جهاں نسلی و قومی تعصب هوتا هے وهاں لوگوں کے دلوں میں خود بخود سر کشی کا جذبہ پیدا هو جاتا هے ۔ اور ان کے دلوں میں آتش حسد بھڑک اٹھتی هے ۔

اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا هے : اپنے بچوں کے درمیان عطیہ و بخشش میں مساوات کا برتاؤ کرو ۔(٣ ) اور یہ صرف اس لئے فرمایا کہ ان کے دلوں میں حسد پیدا نہ هو ۔

پروفیسر بر ٹر انڈر اسل نے ایک کتاب کے حوالے سے اس فصل کا ایک حصہ لکھا هے جس میں پوشیدہ قلبی گناهوں سے بچنے کا طریقہ لکھا هے چنانچہ وہ لکھتے هیں : ( لوسی ) کو ایک چھوٹی سی کاپی دي گئی کہ تمهارے خیال میں جو بھی آئے اس کو اس میں لکھو ۔ اور صبح کو ناشتے کے وقت لوسی کے والدین نے ایک گلاس لوسی کے بھائی کو ایک کیسیٹ لوسی کی بهن کو دیا اور لوسی کو کچھ نہ دیا چنانچہ اس نے اپنی کاپی میں لکھا هے : اس وقت میرے دل میں ایک برا خیال آیا اور وہ یہ کہ اس کے والدین اس کے بھائی بهن کے مقابلے میں ا سکو بهت کم چاهتے هیں ۔

حضرت علی علیہ السلام ایک جگہ حسد کے اس نقصان کا ذکر فرماتے هیں جو بدن سے متعلق هوتا هے چنانچہ ارشاد فرمایا : مجھے حاسدوں سے اس بات پر بهت تعجب هوتا هے کہ اپنے جسموں کی سلامتی سے غفلت کیوں برتتے هیں ۔( ۴)

ڈاکٹر فرانک هور# کهتا هے : نفسانی احساسات کے مصائب و آلام پر اپنے افکار و ذوات سے دور کردو ۔ اس لئے کہ یہ چیزیں روحانی ابلیس هیں ۔ یہ ابلیس صرف انسان کے فکری نظام هی کو درهم برهم نهیں کرتے بلکہ جسم کے اندر زهریلے خلایا کو تقویت پهونچاتے هیں اور اسی کے ساتھ جسم کو ضرورت سے زیادہ ضرر پهونچاتے هیں ۔ یہ دوران خون کو سست کر دیتے هیں ، اعصاب کو کمزور کر دیتے هیں ، روحانی و جسمانی نشاط کو شکست وریز میں مبتلا کر دیتے هیں ، زندگی کے هدف و مقصد کو ختم کر دیتے هیں فکر کو کمزور کر دیتے هیں ۔ اس لئے انسان پر واجب هے کہ ان دشمنوں کو اپنے گھر کے ماحول سے نکال دے کیونکہ یہ سمّ قاتل هیں ۔ ان کو انسانی زندگي سے دور قید کر دینا چاهئے اور جو ایسا کرے گا وہ دیکھے گا کہ اس کا ارادہ قوی هو گیا اور وہ اپنی قوت ارادی کے سهارے مشکلات حیات پر قابو پالے گا ۔( ۵)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے هیں : حسد جسد کو فنا کر دیتا هے ۔( ٦) دوسری جگہ فرماتے هیں : حسد سے بچو یہ انسانی روح کو معیوب کر دیتا هے ۔ (٧)

ایک علم النفس کا ماهر کهتا هے : بهت زیادہ حسد نفسانی آلام میں سے هے یہ نفس کو بهت تکلیف پهونچاتا هے اس کو غلطی پر آمادہ کرتا هے ۔ اس پر بهت ظلم و ستم کرتا هے ۔ آپ یہ جان لیجئے کہ حاسد کے بهت سے

اعمال خود اس کے ارادے سے سر زد نہیں ھوتے بلکہ عفریت حسد کے حکم سے انجام پاتے ھیں ۔(۸) امام زین العابدین علیہ السلام مقام دعا میں فرماتے ھیں : خدا یا میرے سینے کو حسد کی بیماری سے محفوظ رکہ تاکہ میں کسی کی خوش بختی و نیک بختی کو حسرت کی نگاہ سے نہ دیکھوں ،مجھے حسد سے اس طرح دور رکہ کہ ھمیشہ دوسروں کی سعادت و سلامت کا خواھشمند رھوں اور عین اس حال میں مجھے اس کی بھي توفیق دے کہ جب تیری دینی و دنیاوي نعمتوں کو دوسروں میں دیکھوں اور وہ سب پارسا و پرھیز گار ھوں، کشادہ رو ،کشادہ دست ھوں ، مھربان و مالدار ھوں تو تجھ سے اور تیري ذات اقدس سے ان کے لئے بھتر سے بھتر ترکی خواھش کروں ۔ صرف تیري ذات سے جو یگانہ و یکتا و بے ھمتا ھے ،تمنا رکھتا ھوں ۔

ھم کو یہ چاھئے کہ پلید و پست قسم کی وہ تمنا ئیں جو انسان کی زندگي کو تلخ کر دیتی ھیں ان کو اپنی روحانی ترقی و تکامل کی راہ میں سد سکندری نہ بننے دیں ۔ اور اپنے افکار و خیالات کو بلند مقاصد اور اعلیٰ صفات کی طرف مرکوز رکھیں کیونکہ شائستہ تمنائیں ھی انسان کو ایک نہ ایک دن اس کے نیک مقاصد تک پھونچا دیتی ھیں ۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں : نیک خصائل ،اچھے صفات ، شیریں کلامی ، اور بلند مطالب کی طرف رغبت پیدا کرو کہ ان کی عظیم جزا اور اچھا نتیجہ تم ھی کو ملے گا ۔ ( ۹)

ڈاکٹر ماردن کھتا ھے : اگر تم نے اپنے افکار کو مخصوص اوصاف کے حصول پر مرکوز رکھا تو آخر کاران اوصاف تک پھونچکر رھو گے کیونکہ فطری موجودات فطری افکار کا نتیجہ ھیں ۔ اگر تم کاھلی و عیاشی کي آرزو میں رھو گے تو آخر میں کاھل و عیاش ھو جاؤ گے ۔ اور اگر تمھارے سر میں سود ا ھو اور ھر چیز تمھاري نظر میں تیرہ و تار ھی نظر آئے تو تم بھت ھي تھوڑی مدت میں اس سے نجات پا سکتے ھو اور اس کا طریقہ یہ ھے کہ اپنی فکرکو بدل دو یعنی دنیا کی وہ چیزیں جو نشاط آور ھیں ،مسرت بخش ھیں ، ان کے بارے میں غور و فکر کرنے لگو ، اگر اچھے اخلاق کی تمنا ھے تو ان کے بارے میں بڑے صبر و تحمل سے سوچو اور تم اپنے اس استقلال مزاجی کي وجہ سے اپنے ذھن کو اچھے اوصاف سے متصف ھونے پر آمادہ کر لو گے اور پھر تمھاری رسائی وھاں تک ھو جائے گی اور جن صفات کو بھی تم حاصل کرنا چاھو ان کی تکرار کی صرف فکر ھی نہ کرو بلکہ ان کو اپنی پیشانیوں پر لکہ لو اپنے میں عزم کر لو اور سب سے کھتے پھرو کہ تم ان چیزوں کو حاصل کرنا چاھتے ھو تو ایک قلیل مدت کے بعد تم دیکھو گے کہ تمھارے افکار تم کو ان مقاصد کی طرف اس طرح کھینچیں گے جیسے مقناطیس کو لوھا کھینچتا ھے ۔(۱۰ )

ڈاکٹر مان کھتا ھے : اصول علم نفس میں ھے جسے ھم نے بعض مواقع پر دیکھا بھی ھے اور تجربہ بھی کیا ھے کہ کسی عمل کے بارے میں سوچنے کا نتیجہ یہ ھوتا ھے کہ پھلے تو وہ بھت ھی خفیف صورت میں انجام پاتا ھے مثلاً اگر ھم مٹھی باندھنے کے بارے میں غور کرنے لگیں تو دونوں ھاتھوں کے عضلات تھوڑے سے تن جاتے ھیں اور اعصاب مٹھي باندھنے کے لئے آمادہ ھو جاتے ھیں ، جس کو آپ اس دقیق حساب کرنے والے آلہ کے ذریعہ تجربہ بھی کر سکتے ھیں ،جس کو دو کالو لومیتر کھتے ھیں ۔ آپ کو بعض ایسے لوگ بھی ملیں گے جن کے محض ارادہ کرنے پر ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ھو جاتے ھیں اور بعض لوگوں نے اس کی مشق بھم پھونچائی ھے کہ اپنے ھاتھوں کی بعض رگوں کو سکوڑ لیں ۔ اس کا طریقہ یہ ھے کہ وہ اپنے ذھن کو اس بات پر متمرکز کر دیتے ھیں کہ ان کے ھاتہ برف میں پڑے ھوئے ھیں اور اس سوچ کا نتیجہ یہ ھوتا ھے کہ ان کی رگیں اسی طرح سکڑ جاتی ھیں ۔ جیسے جب ھاتھوں کو واقعی برف میں رکہ دیا گیا ھو ۔ کچھ لوگ ھیں جو اپنی آنکھوں کی پتلیوں کو چھوٹي اور بڑی کر لیتے ھیں وہ لوگ یہ کرتے ھیں کہ اپنی فکر کو ایک مرکز پر محدود کر کے اپنے کو باربار تلقین کرتے ھیں اور پھر وہ پتلی اسی طرح ھو جاتی ھے جیسا کہ وہ چاھتے ھیں ۔

حقائق کا سمجھ لینا ھمارے افکار و ارادوں میں بھت زیادہ موثر ھے یہ خواھشات ھی ھیں جو ھمارے افکار پر پردہ ڈال کر قوت ادراک میں تاریکی پیدا کر دیتی ھیں ۔ بھتر طریقہ یہ ھے کہ سب سے پھلے آئینہ فکر و عقل کو تقویٰ سے صیقل کیا جائے تاکہ حقائق و واقعیات کو اس میں مشاھدہ کیا جا سکے ۔ اس کے بعد قوی ارادہ اور مسلسل مجاھدات کے ذریعے حسد اور زھر آلود خواھشات کو دل سے نکال کر پھینک دیں اور بغض و کینہ کی زنجیروں کو توڑ دیں تاکہ روح غم کی قید سے آزاد ھو سکے ۔ اور برے صفات کی جگہ خیر خواھی و اچھے صفات متحقق ھو سکیں ۔

## حوالہ جات


۱۔سورہ ٔ نساء/ ۳۲
۲۔مستدرک الوسائل ج/۲، ص/ ۲۲۸
۳۔نھج الفصاحة ص/ ۳٦٦
۴۔غرر الحکم ص/ ۴۹۴
۵۔پیروزی فکر
۶۔غرر الحکم ص/ ۳۲
۷۔ غرر الحکم ص/ ۱۴۱
۸۔ روانکاری
۹۔غرر الحکم ص/ ۳۵۵
۱۰۔پیروزی فکر